آسمانِ رسالت ﷺ کے نجوم ہو آب کا زریں سلسلہ - ۵

إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ

الدین کا خصوصی شمارہ
بہ عنوان

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن

بیادگار
محسنِ قوم وملت حضرت اقدس مولانا احمد حسن بھام سملکیؒ
(بانی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک)

زیرِ سرپرستی
حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم
(شیخ الحدیث جامعہ ھذا)

حسبِ ایماء
حضرت اقدس مولانا احمد بزرگ صاحب سملکی مدظلہ
(مہتمم جامعہ ھذا)

مجلسِ مشاورت
- حضرت مولانا احمد بزرگ سملکی (مہتمم جامعہ ھذا)
- حضرت مفتی ابوبکر صاحب پٹنی (استاذ جامعہ ھذا)
- حضرت مفتی معاذ صاحب بمبوی (استاذ جامعہ ھذا)

مجلسِ ادارت
- عبدالرحیم کشمیری
- ثناء اللہ ایم پی
- طاہر ٹنکاروی

ناشر
شعبۂ تقریر و تحریر
جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک، گجرات

تفصیلات

کتاب کا نام : ازواج مطہرات

کاوش : طلبۂ جامعہ ڈابھیل

زیر سرپرستی : حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

حسبِ ایماء : حضرت اقدس مولانا احمد بزرگ صاحب سملکی مدظلہ العالی

صفحات : ۴۸۰

سن اشاعت : رجب المرجب ۱۴۳۹ھ/ اپریل ۲۰۱۸ء

ناشر : شعبۂ تقریر و تحریر، جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل

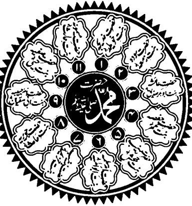

٨

اُمّ المومنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

سوانحی خاکہ

نام : جویریہ (برّہ)۔
والد کا نام : حارث بن ابی ضرار۔ قبیلہ: بنو مصطلق۔
ولادت : نبوت سے پانچ سال قبل۔
قبولِ اسلام : ۵ھ میں غزوۂ بنو المصطلق کے موقع پر گرفتار ہوئیں اور اسی موقع سے ایمان قبول کیا۔
پہلا نکاح : چچازاد بھائی مُسافع بن صفوان سے۔
دوسرا نکاح : حضور اکرم ﷺ سے۔
مدتِ رفاقت : پانچ سال۔
اولاد : مؤرخین ساکت اور کتبِ سیر اس کے تذکرے سے عاری ہیں، اغلب یہ ہے کہ کوئی اولاد نہ تھی۔
حج : ۱۰ھ میں سرکار ﷺ کے ساتھ حج و عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی۔
مرویات : تقریباً سات۔
وفات : ماہ ربیع الاول ۵۰ھ
نمازِ جنازہ : مروان بن حکم گورنر مدینہ نے۔
مدفن : جنت البقیع۔ کل مدتِ عمر: ۶۵ رسال۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ بنتِ حارث رضی اللہ عنہا

سعد اورنگ آبادی ثناء اللہ ایم پی

آپ جانتے ہیں کہ ستارے کیا کام کرتے ہیں؟ گم گشتۂ راہ کو منزل کا نشان بتلاتے ہیں اور تاریک و مہیب آسمان کو اپنی چمک دمک سے کہکشاں کا خوبصورت سماں عطا کرتے ہیں، فطرت کے رازہائے سربستہ سے پردہ اٹھاتے ہوئے قرآن کہتا ہے: ﴿وبالنجم هم يهتدون﴾ ﴿إنا زينا السماء الدنيا بزينة الكواكب﴾۔ انسانی تاریخ میں جہالت وضلالت کے افق پر آفتاب وماہتاب (انبیائے کرام علیہم السلام) طلوع ہوتے رہے ہیں اور آفتاب کی کرنوں سے اکتسابِ فیض کر کے شبِ دیجور میں گم کردۂ راہ کو منزل تک پہنچانے کا فریضہ انجام دینے والے ستارے (صحابۂ کرام) بھی چمکتے دمکتے رہے ہیں، نجوم ہدایت (صحابہؓ وصحابیاتؓ) اپنے سینے کو جلا کر نہ صرف یہ کہ انسانیت کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں؛ بلکہ سمائے انسانیت کے لیے جھومر اور سمائے آدمیت کے لیے زینت ورونق قرار پاتے ہیں، بچوں کے بچے اور پیاروں کے پیارے رسول ﷺ کی زبانی خود خالقِ کائنات ناطق ہیں: ''اے محمدؐ! آپ کے صحابہ میرے نزدیک آسمان کے ستاروں کے مانند ہیں''۔

"يا محمد! إن أصحابك عندي بمنزلة النجوم من السماء". (جمع الفوائد)

آسمانِ رسالت کے نجوم وکواکب میں سے گیارہ خوش قسمت ستارے ایسے ہیں جنہیں ''امہات المؤمنین'' کے معزز لقب سے نوازا گیا، جنہیں فرشِ زمین پر نبوت کے اُس کچے مکان کے مکیں ہونے کا شرف حاصل ہوا جس پر عرش کے زمرد ویاقوت کے سینکڑوں محل نثار ہیں۔ ان اوراق میں ہم اسی کاشانۂ نورانی کی ایک نیک صفت خاتون

کا تذکرہ کرنے جا رہے ہیں جسے تاریخ ''اُم المؤمنین حضرت جویریہ بنتِ حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا'' کے نام سے یاد کرتی ہے۔

نام ونسب

آپ کا خاندانی نام بَرّہ تھا؛لیکن جب حضورِاقدس ﷺ کے نکاح میں آئیں تو آپ نے نام بدل کر جویریہ رکھ دیا، آپ بنومصطلق سے تعلق رکھتی تھیں۔عرب میں بت پرستی کا آغاز کرنے والا عمرو بن عامر بن لُحی (جو دادا کی نسبت سے عمرو بن لحی کے نام سے معروف ہے) آپ ہی کے خاندان کا ایک فرد تھا۔

آپ کا نسب نامہ کچھ اس طرح ہے: بَرّہ بنتِ حارث بن ابی ضِرار بن حبیب بن عائذ بن مالک بن جُذیمہ (اسی کا نام یالقب مصطلق تھا جس سے پورا قبیلہ بنومصطلق کہلایا) بن سعد بن عمر بن ربیعہ بن حارث بن عمرو مُزیقیا، (یہی قبیلۂ خُزاعہ کا جدِ اعلیٰ ہے)

بچپن

بچپن سے لے کر نکاح ہونے تک کے حالات پردۂ خفا میں ہیں، مؤرخین نے صرف اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ اُم المؤمنین کے بلند مقام پر فائز ہونے سے پہلے حضرت جویریہؓ اپنے قبیلہ کے ایک شخص مسافع بن صفوان مصطلقی کے نکاح میں تھیں جو ''ذی شفر'' کے نام سے معروف تھا۔

غزوۂ بنی مصطلق

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی کا اصل دور غزوۂ بنی مصطلق سے شروع ہوتا ہے؛لہٰذا ہم آپ کی زندگی کے حالات یہیں سے شروع کرتے ہیں۔جمہور مؤرخین کے مشہور قول کے مطابق یہ غزوہ (جسے ''غزوۂ مریسیع'' یا ''غزوۂ بنومصطلق'' کہا جاتا ہے) ۵ھ میں پیش آیا تھا، اس کا مختصر پس منظر یہ ہے:

حضور پُرنور ﷺ کو اطلاع ملی کہ نجد کے قریب بنو مصطلق اپنے ساتھ دوسرے چند قبائل کو ملا کر جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں، آپ نے تحقیق کے لیے اپنے ایک صحابی بُریدہ بن حُصَیب اسلمیؓ کو بھیجا، انہوں نے وہاں تو دونوں کوفنِ حرب وضرب کی مشق میں مشغول پایا، سپاہی ہتھیار واسلحہ فراوانی کے ساتھ موجود تھے، قبیلہ کے سردار کی زبانی معلوم ہوا کہ اب عنقریب مدینہ والوں سے جنگ ہونی ہے۔

چناں چہ آپؓ نے حضور ﷺ کو ان کے خطرناک حالات اور ناپاک عزائم کی حرف بہ حرف اطلاع دے دی۔ یہ اطلاع پاتے ہی آپ ﷺ نے دشمن کو سانس لینے کی بھی مہلت نہیں دی اور کوچ کا حکم دے دیا، صحابہؓ اپنے سپہ سالار کی قیادت میں ہنگامی ہتھیار بدن پر سجائے نکل کھڑے ہوئے، پورا راستہ رازدارانہ طور پر اس طرح طے کیا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوسکی۔ اثنائے راہ دشمنوں کا ایک جاسوس بھی گرفتار ہوا جسے کیفرِ کردار تک پہنچا دیا گیا۔ منزلوں پر منزلیں مارتے ہوئے یہ لشکر مُریسیع جا دھمکا اور پہنچتے ہی پانی کے تمام ذخائر پر قبضہ کرلیا۔ یہ خبر جب بنو المصطلق اور ان کے ہم نوا قبائل کو پہنچی تو وہ حواس باختہ ہوگئے، اس اچانک آمد سے ان کے دلوں پر خوف چھا گیا، اور اکثریت لڑائی سے پہلے ہی ہار مان کر کنارہ کش ہوگئی؛ لیکن کچھ دشمنانِ اسلام پھر بھی لڑائی کے لیے آستینیں چڑھا کر میدان کارزار میں کود پڑے۔

حضور ﷺ مدینہ سے ایک ہزار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا لشکر لائے تھے، جن میں تیس گھوڑے تھے، مہاجرین کے دستہ پر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور انصار کی جمعیت پر حضرت سعد بن عبادہؓ کو اپنا امیر مقرر فرمایا، مسلمانوں نے آگے بڑھ کر پورے قبیلہ کا محاصرہ کرلیا، پہلے اسلام کی دعوت دی؛ لیکن ان کے انکار کرنے پر مسلمانوں نے اچانک حملہ کردیا، اس غیر متوقع حملہ کا اثر یہ ہوا کہ بہت سے لوگ پہلے ہی بدحواس ہوکر بھاگ کھڑے ہوئے (جن میں قبیلہ کا سردار حارث بھی تھا) جو لوگ موجود تھے وہ محاصرہ توڑنے کی کوشش کرنے لگے اور تیر برسانے لگے، جواباً مسلمانوں نے بھی تیر

اندازی کی اور دس کا فر مارے گئے۔ اس ابتدائی جھڑپ سے ہی دشمنوں کے ہوش ٹھکانے آگئے، طاقت وقوت کا سارا نشہ فرو ہوگیا اور انہیں احساس ہوگیا کہ ان کی مڈبھیڑ کسی غیر منظم منتشر گروہ سے نہیں جس کا مقصد صرف لوٹ مار ہو؛ بلکہ یہ ایک ایسی جماعت ہے جو نظم ونسق، سمع وطاعت، جرأت وشجاعت اور جنگی تدابیر میں اعلیٰ مہارت کا ایسا شاندار بے مثال مظاہرہ کررہی ہے، جس کا مشاہدہ نہ کبھی ان کی آنکھوں نے کیا تھا اور نہ کبھی اس کا تصور وخیال ان کے ذہنوں میں آیا تھا، قبیلے کے جنگجو اپنے آپ کو مجاہدین کے سامنے عاجز اور ان کے تابڑ توڑ حملوں کی تاب نہ لاکر مغلوب پا رہے تھے۔ آخر کار سب نے سپہ سالارِ اعظم ﷺ کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔

جنگ کے مروجہ قانون کے مطابق ان کے مویشیوں اور مال واسباب پر قبضہ کرلیا گیا، چناں چہ دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں بہ طور مالِ غنیمت ہاتھ آئیں، اور تقریباً چھ سو افراد قید ہوئے جن میں مرد وعورت سب شامل تھے۔ اس معرکہ میں ایک صحابی حضرت ہشام بن صبابہؓ نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ اسی غزوے سے واپسی پر واقعۂ افک پیش آیا (جس کی تفصیلات اسی کتاب میں "حضرت عائشہ بنت ابی بکرؓ" کے حالات میں دیکھی جاسکتی ہے) مدینہ پہنچ کر آپ ﷺ نے اللہ کے حکم کے مطابق مالِ غنیمت میں سے خمس نکالا اور باقی مجاہدین پر تقسیم فرمادیا۔

حضرت جویریہؓ اور عقدِ کتاب

بَرّہ (حضرت جویریہ) بنت حارث کا نکاح پہلے اپنے چچازاد بھائی مسافع بن صفوان ذی الشفر سے ہوا تھا، مسافع غزوۂ مریسیع میں مارا گیا اور حضرت جویریہؓ گرفتار ہوکر مسلمانوں کے ہاتھ آئیں۔ مالِ غنیمت کی تقسیم کے وقت آپ حضرت ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئیں، چوں کہ آپ قبیلہ کے سردار کی بیٹی تھیں، فصیح اللسان، جرأت مند اور خوبصورت بھی تھیں؛ لہٰذا غلامی کو پسند نہ کیا، اور حضرت ثابتؓ

سے عقدِ مکاتبت (یعنی اگر اس قدر مال دے دو گی تو تم آزاد ہو) کر لیا، اور آزادی کی قیمت نو اوقیہ چاندی طے پائی جس کی قیمت اُس وقت چار ہزار درہم تھی۔

سرکار ﷺ سے مدد کی درخواست

آپؓ بالکل تہی دست تھیں، پھوٹی کوڑی بھی پاس نہ تھی، کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا آپ کی شان کے خلاف تھا؛ لہٰذا بہت سوچ بچار کے بعد ہمت کر کے رسولِ اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضرت عائشہؓ اُس موقع کی منظر کشی کرتی ہوئی فرماتی ہیں کہ: ایک روز حضور پُر نور ﷺ میرے حجرے میں رونق افروز تھے کہ ایک جوان عورت نے آپ کے پاس آنا چاہا، میں نہیں چاہتی تھی کہ وہ حاضر ہو؛ کیوں کہ میرا خیال تھا کہ جس طرح اس کی حسین شخصیت نے مجھ پر اثر کیا وہ آپ پر بھی مؤثر ہوگی؛ لیکن وہ تذبذب کے بعد اندر داخل ہوگئی، اور آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگی:

''میں بنو مصطلق کے سردار حارث کی بیٹی ہوں، میرا نام برّہ ہے، میں جس مصیبت میں مبتلا ہوں اس کا آپ کو بہ خوبی علم ہے، میں باندی کی حیثیت سے ثابت بن قیس کے حصے میں آئی ہوں اور باندی بن کر رہنا میرے شایانِ شان نہیں، میں نے قیس کو اس پر راضی کر لیا ہے کہ وہ مجھ سے زرِ کتابت وصول کر کے مجھے آزاد کر دے؛ لیکن میرے پاس اس وقت دینے کو کچھ بھی نہیں؛ لہٰذا آپ کی خدمت میں درخواست لیے حاضر ہوئی ہوں کہ آپ رقم کے سلسلہ میں تعاون فرما کر مجھ پر احسان فرمائیں''۔ ''یارسول اللہ! میں آپ پر ایمان لا چکی ہوں، اب آپ کی رحمت و شفقت کے سوا میرے پاس کوئی سہارا نہیں''۔

حضور ﷺ کا جواب اور نکاح

یہ الفاظ انتہائی سوز کے ساتھ دل کی گہرائی سے نکلے تھے، چناں چہ رحمۃ للعالمین ﷺ کی رحمت نے جوش مارا اور آپ کو ان کی اس بے کسی و بے بسی پر بہت رحم آیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا تم اس کو پسند کرو گی کہ تمہارے ساتھ اس سے بھی بہتر سلوک کیا

جائے؟ انہوں نے پوچھا: وہ کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ یہ کہ میں تمہاری طرف سے دین کتابت ادا کر دوں اور تم آزاد ہو کر مجھ سے نکاح کر لو۔ یہ سن کر سیدہ جویریہؓ مارے خوشی کے بے ساختہ بول اٹھیں: یا رسول اللہ! میں راضی ہوں۔

یہ جواب نہ صرف زبان سے نکلا تھا؛ بلکہ انہوں نے اس کو دل سے قبول بھی کر لیا تھا کہ آپ ﷺ سے بہتر شوہر کائنات میں کسی کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ نیز چوں کہ زمانہ جاہلیت کے رسم ورواج اور عادات کو اچھی طرح جانتی تھیں، سردار کی بیٹی ہونے کے ناتے سرزمین عرب میں ہو رہی تبدیلی سے بھی بہ خوبی واقف تھیں۔ پھر جب مسلمانوں کے درمیان آئیں اور ان کے عادات واطوار اور ان کے حسنِ سلوک وبرتاؤ کو دیکھا تو اپنی فطرتِ سلیمہ سے بہت جلد ادراک کر لیا کہ اب کفر کی ظالمانہ گھٹائیں چھٹنے والی ہیں اور اسلام کا عادلانہ نظام پھیلا ہی چاہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابتؓ کو بلا کر دین کتابت ادا فرمایا اور حضرت جویریہؓ سے نکاح فرما لیا۔

ایک اور روایت

ایک روایت میں یہ واقعہ کچھ اس طرح مذکور ہے کہ جنگ مریسیع کے بعد جب حارث کو معلوم ہوا کہ اس کی بیٹی ''برہ'' بھی مسلمانوں کے یہاں قید ہے تو تڑپ اٹھا اور نبیٔ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر گویا ہوا کہ میں معززینِ عرب میں سے ہوں اور اپنے قبیلے کا قابلِ احترام سردار بھی، میری بیٹی آپ کے پاس قید ہو کر آگئی ہے، یہ بات میرے لیے اور میری قوم کے لیے بڑی ذلت ناک ہے کہ میں ایک باندی کا باپ کہلاؤں، آپ رحم کا معاملہ فرما دیجیے، آپ ﷺ نے فرمایا: "أرأیت إن خیرنا ألیس قد أحسنت؟" کیا یہ بہتر نہیں کہ ہم ان ہی کو اختیار دے دیں کہ وہ کیا بہتر سمجھتی ہیں؟ تو حارث نے خوشی سے کہا: کیوں نہیں؟ پھر اپنی بیٹی کے پاس گیا اور کہا: بیٹی! رسول اللہ ﷺ نے تمہیں اپنے بارے میں اختیار دے دیا ہے، مجھے رسوا نہ کرنا، تو انہوں نے جواب دیا: میں اللہ کے

رسول کو اختیار کرتی ہوں۔ چناں چہ حضور ﷺ نے خوش ہو کر ان سے نکاح کر لیا۔

تیسری ابن روایت سعد کے بیان کے مطابق یہ ہے کہ حارث نے بیٹی کا زرفدیہ ادا کیا تھا، جب وہ آزاد ہوگئیں تو حضور ﷺ نے ان سے نکاح فرمالیا؛ مگر اکثر مؤرخین نے پہلی روایت کو ہی ترجیح دی ہے جس کو ہم نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

خواب میں پیشین گوئی

خداوند قدوس کی طرف سے یہ بات تو روز اول ہی سے مقدر تھی کہ حارث بن ابی ضرار کی بیٹی حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی زوجیت میں داخل ہو کر ''ام المؤمنین'' کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوں گی، اسی کے ساتھ عالمِ وجود میں آپ ﷺ کے نکاح میں داخل ہونے سے چند روز قبل فی الجملہ انہیں یہ بات بتا بھی دی گئی تھی۔ چناں چہ خود ان کا اپنا بیان ہے کہ: حضور ﷺ کے ہمارے قبیلہ میں پہنچنے سے تین روز قبل میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک چاند یثرب (مدینہ منورہ) سے چلا اور میری گود میں آ گرا۔ میں نے اپنا یہ خواب کسی سے بیان کرنا مناسب نہیں سمجھا، یہاں تک کہ آپ ﷺ جہاد کے لیے تشریف لائے اور ہم قید کر لیے گئے، تو مجھے اپنے خواب کے شرمندۂ تعبیر ہونے کی امید بندھ گئی اور الحمد للہ! اس طرح امید بر آئی کہ آپ ﷺ نے مجھے آزاد کر کے اپنے نکاح میں لے لیا۔

مہر کیا تھا؟

ابن ہشامؒ کے بقول رسول اللہ ﷺ نے سیدہ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شادی کے موقع پر چار ہزار درہم مہر دیا۔ اور امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے جویریہ بنتِ حارثؓ کو آزاد کرانے میں مالی معاونت کی اور ان سے نکاح کی پیش کش کی جسے انہوں نے بہ خوشی قبول کیا، اس طرح سیدہ جویریہؓ کی قوم بنو مصطلق کے تمام قیدی آزاد ہوگئے، یہی ان کا حقِ مہر ٹھہرا۔

نام کی تبدیلی

جب بَرّہ آزادی حاصل کر کے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوگئیں تو اولاً حضور ﷺ نے ان کا نام تبدیل فرمادیا۔ کیوں کہ آپ ﷺ یہ بات ناپسند کرتے تھے کہ کبھی کوئی یہ کہے کہ: آپ بَرّہ کے یہاں سے نکل گئے۔ نیز اس نام میں خودستائی کا عنصر بھی غالب ہے اور اللہ اور اس کے رسول نے ایسا نام رکھنے سے منع فرمایا؛ کیوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نیکی اور تقویٰ اختیار کرنے والوں کو خوب جانتا ہے،''اپنے منہ میاں مٹھو کہلانا'' کوئی مناسب اقدام نہیں ہے۔ پھر اس میں ایک قسم کی بدفالی بھی ہے، مثلاً کسی نے پوچھا: یہاں برہ ہے؟ اب اگر وہ موجود نہیں ہے تو جواب دینے والا کہے گا: نہیں، تو اس میں یہ بدفالی ہوگی کہ یہاں پاکیزگی نہیں ہے یا کوئی نیک عورت نہیں ہے۔

الحاصل! مذکورہ خرابی کی بنا پر آپ ﷺ نے بَرّہ نام تبدیل فرما کر جویریہ رکھ دیا۔

شادی کے اثرات قوم کی آزادی کی شکل میں

جب آپ کے اس نکاح کی خبر اہلِ مدینہ کے کانوں میں پڑی تو انہوں نے بنو مصطلق کے تمام غلاموں اور باندیوں کو آزاد کردیا اور یہ کہنے لگے کہ: رسول اللہ ﷺ کے اصہار (سسرال والوں) کو کہیں غلامی کی زنجیروں میں رکھا جاسکتا ہے!۔

حضرت جویریہؓ وعائشہؓ کا تبصرہ

حضرت جویریہؓ فرماتی ہیں کہ: میں نے آپ ﷺ سے اس بارے میں کوئی گفتگو نہیں کی تھی، مسلمانوں نے خود ہی میری قوم اور خاندان والوں کو آزاد کردیا، جس کی خبر میری ایک چچازاد بہن نے مجھے دی، جب میں نے یہ خبر سنی تو اللہ کا شکر ادا کیا۔

حضرت عائشہؓ اس واقعہ کے متعلق فرماتی ہیں: "فلقد اعتق بتزوجه إياها مأة أهل بيت من بني المصطلق ما أعلم امرأة أعظم بركة على قومها منها".

حضور اکرم ﷺ کے حضرت جویریہؓ سے نکاح کر لینے سے بنو المصطلق کے سو گھرانے آزاد ہوئے، میں نے کوئی عورت ایسی نہیں دیکھی جو جویریہ سے بڑھ کر اپنی قوم کے لیے بڑی برکت والی ثابت ہوئی ہو۔

رہائشی مکان ونفقہ

رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے بھی مسجدِ نبوی سے متصل دوسری ازواج کی طرح حجرہ تیار کروایا جس کی دیواریں کچی اینٹوں کی اور چھت کھجور کی شاخوں سے بنائی گئی، جسے گارے سے لیپ دیا گیا اور دروازہ پر اونی ٹاٹ کا پردہ لٹکا دیا گیا۔ آپ کے لیے باری بھی مقرر کر دی اور غزوۂ خیبر کے بعد دوسری ازواج کی طرح اُمّ المؤمنین حضرت جویریہ بنت حارثؓ کا بھی ۸۰/ وسق کھجور اور ۲۰/ وسق جَو سالانہ گذران طے پایا۔

حارث بن ابی ضرار اوران کی قوم اسلام کے دامن میں

جنگِ مُریسیع کے بعد حارث بن ابی ضرار نے بیٹی کی رہائی کے لیے حضور ﷺ کی خدمت میں آنے کا ارادہ کیا اور اپنے ساتھ بہت سامال واسباب اور اونٹ لے کر نکلا، راستہ میں مقامِ عقیق پر پہنچ کر اپنے دو پسندیدہ سرخ اونٹوں کو اس نے چھپا دیا، پھر بارگاہِ نبوی میں پہنچ کر کہنے لگا: ''یارسول اللہ! یہ سب اسباب واونٹ کا فدیہ قبول فرما کر میری بیٹی کو رہا فرما دیجیے (حالاں کہ راجح قول کے مطابق اُس وقت تک وہ آزاد ہو کر اُمّ المؤمنین بننے کا شرف حاصل کر چکی تھیں؛ لیکن والد کو اس کا علم نہ تھا) آپ نے ارشاد فرمایا: تم وہ دو اونٹ کیوں نہیں لائے جنہیں وادیٔ عقیق میں چھپا رکھا ہے۔ یہ سننا تھا کہ دل کی کایا پلٹ گئی، یقین ہو گیا کہ یہ نبی ہیں، اورانہیں بہ ذریعۂ وحی بتلایا گیا، چناں چہ بے ساختہ زبان پر کلمۂ شہادت جاری ہو گیا، اور کہنے لگے: خدا کی قسم! میں نے جو اونٹ وادیٔ عقیق میں چھپائے تھے میرے اور اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا، آپ کو اس کا علم ہونا آپ کے اللہ کا رسول ہونے کی واضح دلیل ہے۔ پھر جب ان کی قوم نے دیکھا کہ

سردار نے رسول اللہ ﷺ کے آگے سرِ تسلیم خم کیا ہوا ہے تو وہ سب حلقہ بہ گوشِ اسلام ہو گئے، اسی موقع سے حضرت جویریہؓ کے دو بھائی بھی مشرف بہ اسلام ہوئے۔

یہ اُمّ المؤمنین جویریہ بنتِ حارثؓ کی برکت اور خصوصیت کہی جا سکتی ہے کہ آپ کی وجہ سے قوم کے سینکڑوں افراد۔جن کی تعداد اصح قول کے مطابق چھ سو تھی۔قیدِ جسمانی سے آزاد ہوئے اور ساتھ ہی آپ کی برکت سے پوری قوم سینکڑوں معبودوں کی قید سے نکل کر ایک خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی غلامی میں آئی، اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں: میں نے کسی عورت کو جویریہؓ سے بڑھ کر اپنی قوم کے حق میں مبارک نہیں دیکھا، ان کی برکت سے بنو مصطلق کے سینکڑوں گھرانے آزاد کر دیے گئے۔

حضرت جویریہؓ کی عالی ظرفی

حضرت جویریہؓ جس وقت کاشانۂ نبوی میں تشریف لائیں اُس وقت مندرجۂ ذیل محترم خواتین پہلے ہی ''امّ المؤمنین'' کے بے مثل لقب سے نوازی جا چکی تھیں: حضرت سودہ بنتِ زمعہؓ، حضرت عائشہ بنتِ ابی بکر صدیقؓ، حضرت حفصہ بنتِ عمرؓ، حضرت زینب بنتِ جحش، حضرت ام سلمہ بنتِ امیہ۔ایک خاتون کے لیے اپنی سوکن کو خوش دلی سے برداشت کرنا اور اس سے خیر خواہی و رواداری کا برتاؤ کرنا کوئی آسان کام نہیں؛ لیکن فیضانِ نبوت کے انوار نے امّ المؤمنین سیدہ جویریہؓ کے دل کو ہر قسم کی تنگ دلی، جلن اور حسد وکینہ کے سفلی جذبات سے پاک کر دیا تھا، چناں چہ سیرت و تاریخ میں ایسے کسی واقعہ کی نشان دہی نہیں ہوتی جس سے ظاہر ہو کہ کسی سوکن کے ساتھ کبھی تلخ تعلقات رہے ہوں، یہ آپ کی سلامتِ طبع اور وسعتِ ظرفی کا بیّن ثبوت ہے۔

وفات

امّ المؤمنین حضرت جویریہ بنتِ حارثؓ نے مشہور قول کے مطابق ماہِ ربیع الاول ۵۰ھ میں حضرت امیر معاویہؓ کے دورِ امارت میں ۶۵ سال کی عمر پا کر داعیٔ اجل کو لبیک کہا،

مروان بن حکم (گورنر مدینہ) نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں تدفین عمل میں آئی۔ (رضی الله عنها وبرد مضجعها وجعل قبرها روضة من رياض الجنة)

حلیہ

حضرت جویریہؓ بڑی حسین وجمیل، متناسب الاعضاء، موزوں اندام اور خوبصورت وشیریں ادا تھیں، اُمّ المؤمنین حضرت عائشہؓ ان کے حسن وجمال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتی ہیں: "كانت امرأة ملاحة تأخذها العين" یعنی وہ ایسی خوبصورت وشیریں ادا تھیں کہ دیکھنے والا دیکھتا ہی رہ جائے۔

جب بدلِ کتابت کی رقم کے متعلق گفتگو کے سلسلہ میں وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حضوری چاہتی تھیں اس وقت حضرت عائشہؓ کے دل میں کیا خیال گذرا؟ وہ خود اسے بیان کرتی ہیں:

"فجاءت تسأل رسول الله ﷺ في كتابها فلما قامت على الباب فرأيتها كرهت مكانها وعرفت أن رسول الله ﷺ سيرى منها مثل الذي رأيت".

فرماتی ہیں کہ: وہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں بدلِ کتابت کے سلسلہ میں آئیں اور دروازے کے سامنے کھڑی ہوئیں تو ان پر نظر پڑتے ہی مجھے ان کا یہاں آنا اچھا نہیں لگا اور میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ آپ پر بھی وہی اثر ہوگا جو مجھ پر ہوا۔

حلیہ پر ایک تبصرہ

اُمّ المؤمنین حضرت جویریہؓ کے بیانِ حلیہ میں تفصیل کا مقصد اس بات سے آگاہ کرنا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے یہاں کسی عورت کو نکاح میں لینے کے لیے صرف حسن وجمال کا سرے سے کوئی معیار نہیں تھا؛ کیوں کہ اگر ایسا ہوتا تو اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی کھٹک صحیح ثابت ہوتی جو بہ تقاضائے فطرت ان کے دل میں پیدا ہوگئی تھی

کہ خدانخواستہ اگر آپ ﷺ نے ان کو ازدواجی زندگی میں شریک کرلیا تو کہیں میرے اس مقام و مرتبہ پر اثر نہ پڑ جائے جو آپ ﷺ کے یہاں مجھے حاصل ہے؛ مگر ایسا کچھ نہیں ہوا؛ بلکہ آپ ﷺ کا کسی عورت کو اپنے نکاح میں لینا دراصل اسلام کی بلندی اور احکام کی تبلیغ واشاعت میں اس کے معین و مددگار ہونے کی بنا پر تھا، چناں چہ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نکاح میں لینے سے یہ فائدہ ہوا کہ عرب کے ایک نہایت ہی مضبوط قبیلہ کا سردار اور اس کی قوم کے بہت سے افراد اسلام میں داخل ہوگئے نیز حضرت حارث کے ذریعہ اسلام کی زبردست اشاعت ہوئی اور خود انہیں بھی عظمت نصیب ہوئی۔

اولاد

حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رشتۂ ازدواج میں شمولیت کے بعد آپ سے کسی اولاد کا نہ ہونا تو یقینی طور پر ثابت ہے؛ البتہ پہلے شوہر مسافع بن صفوان سے کوئی اولاد تھی یا نہیں؟ تاریخ کی کتابیں اس کے ذکر سے عاری اور خالی ہیں اور مؤرخین بھی سکوت اختیار کیے ہوئے ہیں، اغلب یہی ہے کہ پہلے شوہر سے بھی کوئی اولاد نہیں تھی۔

فضائل ومناقب

آپ نے جب آنکھیں کھولیں تو عیش وعشرت کا سامان اور دنیا کی نعمتیں سامنے تھیں، ناز وانداز میں پرورش پائی۔ عرب کے مشہور سردار کا گھر تھا۔ نسب قابلِ فخر تھا۔ اور قدرت نے انتہائی فہم وذکا اور سمجھ داری کی دولت سے نواز رکھا تھا۔ بات کرنے کا سلیقہ خاندانی وراثت میں ملا تھا، جرأت مند، باعزت خاتون تھیں۔ قبولِ اسلام کے بعد حضور ﷺ کی رفاقت میں پانچ سال گذارے۔ قبیلے کے سردار کی بیٹی اور ناز ونعم میں پلی ہونے کے باوجود فقرِ اختیاری پر بہ صدِ دل وجاں راضی رہیں اور ہر قدم پر آپ ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا۔ انتہائی خلیق وخوش مزاج تھیں، آپ کی پوری زندگی اس خیال میں گذری کہ ''آشیانہ کسی شاخِ گل پہ بار نہ ہو''۔

عبادت

سیدہ جویریہؓ عبادت گذار، شب زندہ دار خاتون تھیں، حضور ﷺ جب گھر تشریف لاتے تو اکثر عبادت میں مشغول پاتے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت ان کے پاس تشریف لائے تو آپ عبادت میں مشغول تھیں، پھر دوپہر کو ادھر سے گذر ہوا تب بھی اسی طرح مشغولِ عبادت تھیں، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا صبح سے اسی طرح عبادت میں مشغول ہو؟ کہنے لگیں: جی ہاں! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے تم سے جدا ہونے کے بعد تین تین مرتبہ چار کلمے ایسے کہے ہیں جن کا ثواب اس قدر زیادہ ہے کہ آج تم نے جس قدر ذکر کیا ہے اگر ان کے ساتھ رکھ کر تولا جائے تو وہی کلمات وزنی ہوجائیں گے اور وہ یہ ہیں: "سبحان الله عدد خلقه، سبحان الله رضى نفسه، سبحان الله زنة عرشه، سبحان الله مداد كلماته"۔

ایک مرتبہ سرکار ﷺ جمعہ کے دن آپ کے یہاں تشریف لائے، آپ اس دن روزے سے تھیں، تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا کل (آئندہ) روزہ رکھنے کا ارادہ ہے؟ عرض کیا: نہیں، پھر استفسار ہوا: تو کل (گذشتہ) رکھا تھا؟ عرض کیا: نہیں، ارشاد فرمایا: تو آج بھی افطار کرلو۔

فائدہ: صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنا امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے یہاں بغیر کسی کراہت کے درست ہے، اور یہ بات خود حضور ﷺ کے عمل سے ثابت ہے کہ آپ ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھتے تھے اور جمعہ کے دن آپ روزے سے نہ ہوں ایسا شاید و باید ہی ہوا کرتا تھا۔ رہی یہ بات کہ آپ ﷺ نے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو افطار کردینے کا حکم دیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ صرف جمعہ کے دن روزہ نہیں رکھنا چاہیے، تو ممکن ہے کہ پہلے یہی حکم رہا ہو اور بعد میں اجازت ہوگئی ہو، یا یہ کہ ممانعت صرف اس صورت میں ہے جب کہ روزہ رکھنے کے لیے جمعہ ہی کے دن کو خاص کرلیا

جائے۔ جمہور شوافع کا موقف بھی یہی ہے کہ صرف جمعہ کے دن نفلی روزہ رکھنا پسندیدہ عمل نہیں، اس کے لیے ضروری ہے پہلے یا بعد والے دن میں بھی روزہ رکھا جائے، ہاں! اگر کسی نے یہ نذر مانی ہو کہ اس کے کسی بیمار عزیز کو جس دن شفا ہوگی اس دن روزہ رکھے گا اور اس کی شفا کا دن جمعہ کا ہو تو اس صورت میں نذر پوری کرنے کے لیے اس کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔ آپ کی زندگی نکاح کے بعد اکثر عبادت ہی میں گذری، آپ نے وہ زمانہ بھی پایا جب شہادتِ عثمان کے بعد جنگِ جمل وصفین میں اپنوں ہی کے خون کی ندیاں بہیں؛ لیکن آپ کو اپنے خدا اور اس کی عبادت نے دنیا کے اُدھیڑ بُن سے بے نیاز رکھا، آپ نے گوشۂ خمول میں پناہ لے کر سارے جھگڑوں سے اپنا دامن بچائے رکھا اور ساری دنیا کو پیغام سنایا کہ مسلمانوں کے آپسی تنازعات اور جھگڑوں کے وقت عافیت اسی میں ہے کہ ان سے حتی الامکان کنارہ کشی اختیار کی جائے۔

فرشتوں کو دیکھنا

آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے نصرتِ الٰہی کے طور پر آنے والے ملائکہ کو دیکھا ہے، جیسا کہ ان کے قول سے معلوم ہوتا ہے جو انہوں نے مریسیع کے احوال سناتے ہوئے کہا، جسے علاّمہ ذہبیؒ نے ''تاریخ اسلام'' میں نقل کیا ہے، چناں چہ آپ فرماتی ہیں کہ: جب حضور اقدس ﷺ لشکرِ اسلام کی قیادت کرتے ہوئے ہمارے یہاں تشریف لائے اس وقت میری قوم ایک چشمہ پر جمع تھی، میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: میں نے اس سے پہلے اتنا بڑا لشکر نہیں دیکھا، مجھے بے شمار گھوڑے اور افراد میدان میں دکھائی دیے۔ جب میں نے اسلام قبول کرلیا اور حضور ﷺ نے میرے ساتھ نکاح کرلیا تو لوٹتے ہوئے دیکھا کہ مسلمان تو مقدار میں اتنے زیادہ نہیں ہیں جتنے پہلے دیکھے جا رہے تھے۔ چناں چہ میں یہ راز جان گئی کہ پہلے ہم پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے رعب طاری کرنے کے لیے یہ انتظام کیا گیا تھا۔ ایک شخص جس نے اسی وقت

اسلام قبول کیا تھا کہنے لگا: جب ہم میدان میں آئے تو ہمیں سفید رنگ کے شہسوار گھوڑوں پر سوار میدان میں پھیلے ہوئے دکھائی دے رہے تھے، ان جیسے شہسوار نہ ہم نے پہلے کبھی دیکھے اور نہ بعد میں ہمیں کبھی دکھائی دیے۔

آپ ﷺ کا مزاح فرمانا

حضور اکرم ﷺ حضرت جویریہؓ کا بڑا خیال فرماتے تھے، کبھی کبھی دل جوئی کے طور پر آپ سے مزاح بھی کر لیا کرتے تھے، چناں چہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضور ﷺ آپ کے مکان پر تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ: تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ آپؓ نے جواباً عرض کیا: قسم بہ خدا اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس اُس پائے کے سوا کچھ نہیں جو میری کنیز کو کسی نے صدقہ میں دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے لے آ؛ کیوں کہ وہ اپنے حلال ہونے کی جگہ پہنچ گیا۔ حضور اکرم ﷺ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ باندی کے پاس پہنچ کر صدقہ مکمل ہو گیا، پھر جب اس نے تم کو دے دیا تو وہ ہدیہ سے تبدیل ہو گیا؛ لہٰذا اب میرے لیے اس کا کھانا درست ہے۔

روایتِ حدیث

ام المؤمنین سیدہ جویریہؓ بڑی عالمہ، فاضلہ، فصیحہ وبلیغہ خاتون تھیں، علم وادب میں آپ کا بڑا اعلیٰ مقام تھا، آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سات احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے، ان میں سے ایک بخاری اور ایک مسلم میں مذکور ہے۔

آپ کے تلامذہ

آپ کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ آپ نے حضور ﷺ کی تعلیمات کو امت تک پہنچانے میں اپنی زندگی صرف کی، چناں چہ آپ سے مندرجۂ ذیل حضرات نے روایتِ حدیث کی سعادت حاصل کیں:

(۱) عبد اللہ بن عباسؓ (۲) عبد اللہ بن عمرؓ (۳) جابر بن عبد اللہؓ (۴) عبید بن السباق (۵) عبد اللہ بن شداد (۶) کریب (ابن عباس کا غلام) (۷) طفیل (۸) ابوایوب مراغی (۹) مجاہد بن جبر المکی (۱۰) ابوایوب مراغی الازدی (۱۱) کلثوم بن مصطلق۔

یہ حضرت جویریہؓ کی داستان حیات تھی، جس کا ہر ورق تابندہ اور جس کی ہر سطر درخشندہ ہے، آج جب کہ امت ضلالت وغوایت کی اندھیر نگریوں میں ٹامک ٹوئیاں مار رہی ہے ضرورت ہے کہ ان کی روشن زندگی سے روشنی مستعار لی جائے، اور گمراہی کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں ہدایت کی شمعیں روشن کی جائے۔ اللہ تعالیٰ پوری امت مسلمہ کو اس کی توفیق وسعادت عطا فرمائے۔

❁❁

مراجع ومصادر:

(۱) طبقات ابن سعد عربی واردو
(۲) نساء حول الرسول ﷺ
(۳) سیر الصحابیات
(۴) ازواج مطہرات
(۵) صحابیات
(۶) صحابیات مبشرات
(۷) خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات
(۸) صبعِ مسلمہ کی مائیں
(۹) سیرت مصطفیٰ
(۱۰) امہات المومنین
(۱۱) ازواج مطہرات
(۱۲) رسول اللہ ﷺ کی پاکباز بیویاں
(۱۳) عشرہ مبشرہ